تقویٰ اختیار کرنے سے اچھے انسان پیدا ہونگے

(فرمودہ ۱۹۲۰ء) ؎

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سید مہدی حسین پسر سید ولایت علی شاہ صاحب کا نکاح رقیہ بیگم بنت جناب ڈاکٹر سید غلام حسین صاحب حصار سے ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

انسان کی پیدائش اور اس کے دنیا میں آنے کی غرض کیا ہے اس کو کس نے پیدا کیا اور کیوں کیا اور اس کو اس خاص شکل میں پیدا کرنے کی کیا غرض اور کیا حکمت ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اس کا تعلق صرف اہل مذاہب سے نہیں بلکہ تمام انسانوں سے ہے۔ یہ بے شک بجا ہے کہ بعض سوال اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کا جواب دینا صرف بانیان مذاہب ہی کا کام ہوتا ہے لیکن یہ ایک ایسا سوال ہے کہ ہر انسان سے اس کا تعلق ہے۔ اس سوال کے جواب دینے والے دو طرح کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ ایک تو وہ جن کا عقیدہ ہے کہ ہمیں نہ کسی نے پیدا کیا ہے نہ ہمارے پیدا کرنے میں کوئی غرض ہے۔ ہم خود بخود پیدا ہوئے اور چند دن رہ کر یہاں سے چلے جائیں گے۔ ایسے لوگ اپنے تئیں کسی اصول کا پابند نہیں خیال کرتے اور نہ وہ کسی قانون کو اپنے لئے جانتے ہیں وہ کسی اصول کے پابند نہیں جو ان کے دل میں آتا ہے کرتے ہیں۔ ان کو کوئی قانون کسی امر سے روک نہیں سکتا۔ ان کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو سوتے سوتے اٹھ کر جنگل میں چلا جائے اور وہاں اس کی آنکھ کھل جائے۔ ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو سوتے سوتے اٹھ کر بہت سے کام کر لیتے ہیں لیکن ان کو کاموں کا علم نہیں ہوتا۔

لوگ ان کو بتاتے ہیں کہ رات اٹھ کر تم نے فلاں کام کیا بہت سے بچے اسی طرح اٹھ کر گھروں سے چلے جاتے ہیں۔

غرض جو شخص سوتے سوتے اٹھ کر جنگل میں چلا گیا اور جب وہاں پہنچ کر اس کی آنکھ کھل گئی تو ممکن ہے کہ اس کے دل میں آئے کہ چلو ابھی رات زیادہ ہے چل کر سوئیں یا یہ کہ کوئی دوست قریب ہے اس سے مل لیں یا یہ کہ کوئی غریب آدمی ہے اس کی مدد کریں۔ یا اگر بری طبیعت کا ہے تو خیال کرلے گا کہ کہیں ڈاکہ ڈالیں یا کسی سے دشمنی ہے تو اس کے کھلیان میں آگ لگا دیں یا اس کے کھیت سے کچھ چارہ کاٹ کر لے جائیں تو ایسے شخص کی کوئی غرض نہیں ہو سکتی۔ ایسی حالت میں جو اس کے دل میں آئے گا کرے گا۔ کوئی اس کو نہیں روک سکے گا۔ مگر برخلاف اس کے ایک دوسرا شخص ہے وہ الارم دے کر سوتا ہے کہ صبح اٹھ کر تہجد پڑھے گا یا کوئی کام مثلاً تصنیف یا تالیف یا مطالعہ کرے گا تو جس وقت اس کی آنکھ کھلے گی وہ وہی کام کرے گا جو اس کی غرض اور مدعا ہے یا ایک ایسا شخص ہے کہ اس کو اس کے مالک نے درانتی دی ہے کہ وہ چارہ کاٹ کر لائے۔ اگر وہ شخص دیانتدار ہے تو وہی کام کرے گا جس کے لئے اس کے آقا نے اس کو حکم دیا ہے۔

پس یہی فرق اہل مذاہب اور بے مذہب لوگوں میں ہے۔ اہل مذاہب کہتے ہیں کہ وہ ایک غرض کے ماتحت یہاں آئے ہیں اور بے مذہب کہتے ہیں کہ ہمارے پیدا کئے جانے کی کوئی غرض اور مقصد نہیں۔ ایک عیسائی خیال کرے گا کہ وہ اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ ابن اللہ کے کفارہ پر ایمان لاکر نجات حاصل کرے اور دنیا کو اس طرف لائے۔ ایک ہندو اس مذہب کا پابند ہو گا کہ وہ خدا سے مکتی پائے۔ ایک مسلم کا یہ عقیدہ ہو گا کہ وہ خدا کی عبادت کرنے اور اس کی رضا اور وصال حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جو شخص اسلام کو قبول کرے گا اور اس کے احکام کی پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرے گا اس لئے ایک مسلم جو سچا ہونے کا دعویدار ہے اسلام کو دنیا میں پھیلانے میں بے حد کوشش کرے گا لیکن کوئی مذہب یہ نہیں کہے گا کہ اس کی غرض وہ احکام منوانا ہے جو دنیا کے لئے ہی ہیں بلکہ وہ کہے گا کہ ان احکام کی پابندی سے خدا ملتا ہے۔

یہی اصل ہے جس پر اسلام نے نکاح کے بارے میں انسان کو قائم کیا ہے۔ ہر ایک کام کے اچھے نتائج پیدا ہونے کی تب ہی امید ہو سکتی ہے جب اس کی ابتداء میں ہی عمدہ بنیاد رکھی

جائے۔ مثلاً اگر ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کے کھیت میں موٹا دانہ نکلے تو وہ پہلے ہی دن اس کی بنیاد اچھی رکھے گا۔ ہل اچھی طرح چلائے گا اور خوب پانی دے گا اور حفاظت کرے گا یہ نہیں کہ موٹا دانہ بغیر بنیاد اچھی کے لگ سکے۔ اسی غرض کی طرف اسلام نے متوجہ کیا ہے کہ نکاح اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس سے انسان پیدا ہوں تو اچھے انسان پیدا کرنے کے لئے نکاح کے متعلق پہلے ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِتَّقُوا اللّٰہَ۔ [۲] اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اچھے انسان پیدا ہوں گے۔ یہ ایک بڑا نکتہ ہے جو شخص اس کو سمجھ لے تو اس کے لئے بہت مفید ہو گا۔

(الفضل ۱۲۔ اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۶)

[۱] تاریخ نکاح کا علم نہیں ہو سکا۔
[۲] الاحزاب :۷۱